Al-SHARQ
Vol: 04, Isue:02, July-Dec 2023, pp:75-86

OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqir.com

تصوف کے بارے میں راشد شاز کے نظریات کا ناقدانہ جائزہ

A CRITICAL REVIEW OF RASHID SHAZ THEORIES ON SUFISM

Abdul Razzaq
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.

Muhammad Umair Khan
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.

Muhammad Mahroof
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.

Submission: 15-09-2023 Accepted: 15-10-2023 Published:30-12-2023

Abstract

Sufism is actually a spiritual treatment and is a field like other fields of religion, just as in other fields due to wrong ideas, it does not make any difference to the real problem, in the same way Sufism itself is affected by the inclusion of wrong beliefs and ideas in Sufism. It is not correct to say that it is wrong and to call the Sufis irreligious and heretical. In this article, Rashid Shahz's ideas about Sufism will be critically evaluated and it will be clarified that Sufism is not a new religion and Sufism is based on the Qur'an and There is no name for something contradictory to Hadith, Sufism is an important source of closeness to God. In this article, these same questions will be answered.When did Sufism begin? Was Sufism found in Prophethood and Companions? Is Sufism a new religion against religion? Is Sufism the cause of distance from Islam? In

CC BY

this article, an analytical method of research will be adopted, the words that have been spoken about Sufism will be examined in the light of the original arguments, thus its positive and negative aspects will be evaluated and the results obtained will be mentioned. Sufism is not a new religion, but it is the completion of the Muhammadan religion, and those methods which do not contradict the Qur'an and Hadith are recommended and practicable, and points which are contrary to the principles of religion should be abandoned, which is the right and duty of every Muslim to point out.

***Key Words**: Sufism ,spiritual treatment ,religion, wrong beliefs ,Quran ,Hadith ,Prophethood, Companions, new religion.*

تعارف:

انسانی بدن (جسم اور روح) دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ جسم کی طرح روح کو بھی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ جسمانی بیماریوں کے علاج کے لیے لوگ اس مرض کے ماہر کے پاس جا کر اپنا علاج کراتے ہیں تو روحانیات کا علاج اور اس کا خیال رکھنے کے لیے جو علاج اور دوا مقرر کی گئی ہے اسے تصوف کہا جاتا ہے۔ تصوف اور اس کے اعمال واشغال کا مقصد دین کی تکمیل، قلبی محبت اور ہمہ دم استحضار شامل ہو جائے اور شرعی احکام انسان کا طبعی و دلی تقاضا اور حال بن جائے، خصوصا ان کیفیات اور ملکات کی تحصیل کے سوا کچھ نہیں ہے جن کو کتاب وسنت ہی میں کمال ایمان واسلام کی ضروری شرط قرار دیا گیا ہے۔ آج کے دور میں بہت سارے حضرات کو تصوف کے متعلق الجھنیں ہیں کہ تصوف یہ دین محمدی نہیں بلکہ دین محمدی کو منسوخ کر کے ایک نئے دین کا ایجاد ہے ،اس لیے اس سلسلے میں تصوف کا معنی و مفہوم اور تاریخ تصوف کو عوام کے سامنے پیش کر کے ان کی ذہنی الجھنوں کو دور کیا جائے تاکہ حق و باطل میں فرق کیساتھ اسلامی روش کو اپنا کر دین اور دنیا کی کامیابی حاصل کی جائے۔

آپ ﷺ کی اگر ساری زندگی پر نظر ڈالی جائے تو اس میں تین شعبے نمایاں نظر آتے ہیں۔

(۱) ایمان (۲) اعمال صالح (۳) تزکیہ اخلاق

جن لوگوں کی کتاب وسنت پر کچھ نظر ہے وہ بخوبی جانتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جس طرح ایمانیات اور عبادات پر اپنے عمل سے نمونہ پیش کیا ہے اسی طرح آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی محبت و خشیت ،یقین و توکل ،احسان و اخلاص جیسی روحانی و قلبی صفات و کیفیات اور تزکیہ اخلاق کے متعلق بھی اہم ہدایات دی ہیں اور ان کا نہایت اعلیٰ اور عمدہ مثالی نمونہ امت کے لیے چھوڑا ہے اور یہی تصوف و سلوک کا خاص موضوع ہے۔

تصوف کا لغوی معنی

تصوف کا لفظ یہ باب تفعل کا مصدر ہے جس کا معنی ہے "فلان صار من الصوفیۃ افلاں صوفیوں میں سے ہو گیا۔

صاحب المفردات فرماتے ہیں:

اصل الصفاء خلوص الشئ من الشوب۲

صفا کی اصل کسی بھی چیز کا میل سے خالی ہونا۔

صاحب لسان العرب فرماتے ہیں:

"الصفاء ممدود نقيد الكدر"۳

صفاء اس پھیلی ہوئی صفت کا نام ہے جو گندگی کا الٹ ہے

اصطلاحی تعریف

تصوف کی بیسیوں تعریف کی گئی ہیں ذیل میں دو ذکر کی جاتی ہیں۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

"التصوف شيئان :الصدق مع الله وحسن المعاملة مع الناس ،فكل من صدق مع الله تعالىٰ واحسن معاملة الخلق فهو صوفيّ"٤

"تصوف دو چیزوں کا مجموعہ ہے: اللہ کے ساتھ سچ بولنا اور لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا، پس جو کوئی یہ دو کام کرے وہ صوفی ہے"

المعجم الوسیط میں ہے:

"التصوف طريقة سلوكية قوامها التقشف والتحلیٰ بالفضائل لتزكوا النفس وتسموا الروح "٥

"وہ سلوکی طریقہ جس میں فضائل پر بندہ مزین ہو جاتا ہے اور نفس رذائل سے پاک ہو جاتا ہے اور روح بلند ہو جاتا ہے"

تصوف کی اقسام

تصوف کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو قرآن و سنت سے ماخوذ ہو جب کہ دوسری وہ جو ان سے متصادم ہو پہلی قسم ممدوح اور جائز جب کہ دوسری قسم مذموم اور ناجائز ہے۔

تصوف کے مقاصد

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایمان اور دین کی تکمیل کے لیے اعمال اور عقائد کی اصلاح کے علاوہ انسان کے قلب اور باطن میں کچھ خاص کیفیات کا ہونا بھی ضروری ہے جو اصلاح نفس کے لیے مدد و معاون ثابت ہوں۔

ان کیفیات میں سے کچھ درجہ ذیل ہیں جو قرآن و حدیث کی عبارت سے مفہوم ہوتی ہیں۔

ہر چیز سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہو۔

ان کے دل کی یہ حالت ہو کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو اس میں خوف اور لرزش کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ جب ان کے سامنے قرآنی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا نور ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ رکھتے ہوں اور یہی ان کی زندگی کا سب سے بڑا سہارا ہو۔ وہ ہر دم اللہ کی ہیبت سے خوف زدہ رہتے ہوں۔

اللہ کا خوف ان پر اتنا غالب ہو کہ نیکی کرتے وقت بھی ان کے دل ڈرتے ہوں کہ اللہ کے ہاں ان کا یہ عمل مقبول ہوگا یا نہیں۔ قرآن کی آیات سن کر ان کے جسم کانپ جاتے ہوں اور ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہو۔

ان کے دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا استحضار رہے کسی بھی وقت غافل نہ ہوں۔

ہر طرف سے منقطع ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہونا ان کا حال ہو۔

یہ کیفیات تو قرآنی آیات سے مستنبط ہوتی ہیں اس کے علاوہ آحادیث سے بھی یہی احوال و کیفیات مستنبط ہوتے ہیں اور ان احوال و کیفیات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان احوال اور کیفیات کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی کی ہیں. ان دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے انسان کے باطن اور قلب کی خاص کیفیات ہیں۔پس تصوف دراصل ا ن صفات کی تحصیل کا ذریعہ ہے اور اس کے خاص اعمال و اشغال کی حیثیت اللہ تعالیٰ سے قرب اور ان کیفیات کے تدبیر کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

تصوف کی تاریخی حیثیت:

تصوف کی مثالیں آپ ﷺ کی زندگی میں بھی موجود تھیں نبی پاک ﷺ نے زندگی کا ایک بڑا حصہ لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر غار حرا میں عبادت میں گزارا تاکہ خشوع خضوع جو مقصد تصوف ہے باقی رہے اور بعد کے صوفیا کو دیکھا جائے تو ان کی شہرت بھی زہد و عبادہی کی وجہ سے صوفیاء میں ہونے لگی اور یہی صفت آپ ﷺ کی زندگی میں بھی موجود تھیں ،آپ ﷺ کئی کئی دن گھر سے باہر گزارتے تھے۔اسی طرح خلفاء راشدین بھی تھوڑے پر گزارا کرتے اور دنیا کی چمک دھمک سے دور رہتے۔ان میں زہد و تقوی ،ورع و کشف کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا۔حضرت ابو بکرؓ کا فرمان بھی ہے کہ جو معرفت الٰہی کا ذائقہ چکھ لے وہ ماسوی اللہ سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور لوگوں سے اسے وحشت ہونے لگتی ہے۔٦

تصوف کا اثبات قرآن سے:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں خود تصوف کا حکم دیا اور افراد کے ذریعہ آپ ﷺ کے سلوک اور طریقے پر چلنے کا حکم دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"صراط الذین انعمت علیھم "٧

اس آیت مبارکہ میں مرید اور مصلحین کی پیروی کا حکم ہے اور منعم علیہ وہ افراد ہی ہیں اور افراد ہی کی پیروی اور اطاعت تصوف ہے۔

بیعت اور پیروی کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَٰأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِٱللَّهِ شَيْئاً وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُنَّ ٱللَّهَ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ"٨

اس آیت میں بھی افراد کی بیعت اور افراد ہی کے ذریعے نیکی کی طرف رغبت کی دعوت دی گئی ہے اور یہی تصوف اور مقصود تصوف ہے۔

اسلامی تصوف کے اجزاء ترکیبی:

اسلامی تصوف قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے جس کے اجزاء ترکیبی یہ ہیں۔

(١) توحید خالص (٢) تبلیغ دین (٣) اتباع شریعت (٤) خدمت خلق (٥) جہاد

لیکن اس میں شک نہیں کہ ابتداء دوسری صدی اور پھر چوتھی صدی ہجری کے بعد مسلمانوں میں غیر اسلامی تصوف بھی راہ پا گیا چونکہ یہ تصوف غیر اسلامی تھا اس لیے اس کے اجزاء بھی غیر اسلامی تھے جو کہ درجہ ذیل ہیں۔

(۱) شرک (۲) رہبانیت (۳) تخریب دین (۴) اباحت مطلقہ (۵) نفاق اور مداہنت

یہی وجہ ہے کہ امام ابن تیمیہ امام ابن قیم سے لیکر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور حکیم الامت اشرف علی تھانوی تک سب نے غیر اسلامی تصوف کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور لوگوں کے سامنے دونوں میں فرق نمایاں کیا۔

ڈاکٹر راشد شاز کے تصوف کے متعلق چند اعتراضات کا اسلامی تناظر میں جائزہ

ڈاکٹر راشد شاز کا تعارف

پیدائش ۵ فروری ۱۹۶۳ء ڈاکٹر صاحب کا تعلق بھارت سے ہے وہ شمالی بھارت کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے ان کے چچا محمد حسنین سید جماعت اسلامی کے بانیوں میں شامل تھے۔ سیاسی وابستگیوں کی بنا پر ۱۹۷۷ء میں ان کے سارے خاندان کو جیل کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔

علی گڑھ سے انگریزی ادب میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، دوران تعلیم وہ رسالہ تجدید کے مدیر بھی رہے، پی ایچ ڈی کے بعد عربی اور اسلامی تعلیم کے لیے سوڈان چلے گئے ۱۹۹۴ء میں راشد شاز نے ملی ٹائمز انٹرنیشنل جاری کیا اور اردو ادب میں بیس کے قریب کتابیں تصنیف کی۔ ۹

جنمیں سے مشہور لستم پوخ، لایموت ایک خود نوشت، کتاب العروج، یہ تین کتابیں بہت مشہور ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے اشکالات مع اجوبہ

(۱) ڈاکٹر صاحب نے "اسلام میں تصوف کا صحیح مقام" میں ایک یہ اعتراض کیا کہ قرآن مجید کے ہوتے ہوئے بھی صوفیاء نے دین مبین کے بالمقابل ایک نئے دین کی بنیاد ڈال دی آج لوگ وحی سے دور اور کشف والہام کے اسیر ہو چکے ہیں ۱۰۔

ہم کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب کی یہ بات عقلا اور نقلا دونوں طرح درست نہیں کیونکہ جن لوگوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ خود بھی وحی الہی کو اعلیٰ درجہ اور مقام دیتے ہیں اور ان وحی الہی کے کامل حصول کے لیے یہ ریاضت والا عمل اپناتے ہیں کسی بھی جگہ ان کا الہام یا کشف وحی کے خلاف نہیں ہے۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ کو جہاں قابل حجت قرار دیا وہیں پر وحی پر عمل کرنے والوں کے عمل کو بھی قابل اعتبار قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی پیروی کریں ان کی تقلید کریں۔

" اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم "۱۱

"اے اللہ تو ہمیں سیدھے راستے پر چلا، راستہ ان لوگوں کا جن پر توں نے انعام کیا"

اب اس آیت میں وحی کے ساتھ اشخاص کو قابل حجت مانا گیا اسی طرح اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا:

"واذكراسم ربک وتبتل اليه تبتيلا "۱۲

"اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے یکسو ہو کر اسی کی طرف متوجہ رہو"

بیسیوں آیسی آیات ہیں جن میں توجہ الیٰ اللہ اور خوف خدا کی کیفیات پیدا کرنے کے اعمال کے متعلق بتایا گیا ہے اور یہی مقصود

تصوف ہیں اور تصوف ان ہی صفات کے حصول کا نام ہے۔اس لیے اس کو نیا دین کہنا سراسر زیادتی ہے۔

(۲) اسلام میں تصوف کی پیدائش گویا ایک نئے دین کی آمد تھی اور یہ وہی تنسیخی عمل ہے جو اس سے پہلے یہودی توراۃ کے متعلق انجام دے چکے ہیں۔

ہم کہتے ہیں تصوف کو نیا دین کہنا اور اس کے متعلق یہ کہنا کہ یہ وہ تنسیخی عمل ہے جو یہودی توراۃ کے متعلق انجام دے چکے ہیں یہ کوتاہ نظر پر دلالت کرتا ہے کیونکہ شاید ان کو لفظ صوفی سے شبہ لگتا ہو کہ اس کا استعمال پہلی تین صدیوں میں نہیں تھا۔

ڈاکٹر صاحب ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے تیسری صدی تک صوفی اور تصوف کا لفظ استعمال نہیں تھا اس لفظ کو استعمال کی ضرورت کیوں کر تھی جب کہ ان کے پاس صحابی اور تابعی اور تبع تابعی جیسے مایہ ناز الفاظ موجود تھے جب ان کا دور مکمل ہوا تو نیک لوگوں اللہ والوں کے لیے کسی لفظ کا لامحالہ انتخاب کرنا تھا تو اس وقت کے مناسب جو لفظ تھا وہ تصوف یا صوفی کا تھا جو اسے پہلے بھی اللہ والوں کے لیے استعمال ہوتا تھا اس کے بعد بھی اللہ والوں کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا۔ ۱۳

تصوف کی ابتداء:

لفظ تصوف کوئی نیا لفظ نہیں بلکہ یہ بہت پہلے سے استعمال ہوتا چلا آرہا ہے جس طرح تصوف کی تعریفات میں اختلاف ہے اس طرح اس لفظ کے استعمال کے متعلق بھی اختلاف ہے کہ سب سے پہلے اس کا استعمال کب ہوا اور سب سے پہلے یہ لفظ کس نے استعمال کیا؟

ابن تیمیہؒ ابن الجوزیؒ اور ابن خلدونؒ کا اس بارے میں مؤقف یہ ہے یہ لفظ ابتدائی تین صدیوں تک استعمال نہیں ہوا جب کہ باقی آئمہ امام احمد بن حنبلؒ، ابو سلیمان درانی، اور سفیان ثوری سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ بعثت نبوی ﷺ سے پہلے بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا تھا انہوں نے بطور استشہاد کے محمد بن اسحاقؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسلام سے قبل ایسا وقت بھی تھا جب طواف کرنے والا ایک آدمی بھی نہیں ہوتا تو دور دراز سے کوئی صوفی آتا طواف کر کے چلے جاتا اس بات سے معلوم ہوتا ہے قبل اسلام صوفی کا لفظ نیک لوگوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ ۱۴

عبدالرحمان جامیؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابوہاشم کوفی سب سے پہلا وہ شخص تھا جس نے صوفی کا لفظ استعمال کیا۔شام کے علاقے رملہ میں سب سے پہلے صوفیوں کے لیے خانقاہ بنی اور اسے بنانے والا وہاں کا عیسائی بادشاہ تھا۔ ۱۵

(۱) ڈاکٹر صاحب کا تصوف کو نیا دین کہنا یہ عقلا بھی درست نہیں کیونکہ اگر کوئی چیز مقصود اور مامور بہ ہو اور اللہ اور اس کے رسول نے اس کا حاصل کرنا بھی ضروری قرار دیا ہو اور حالات بدل جانے کی وجہ سے اس طریقے سے حصول ممکن نہ ہو جس طرح آپ ﷺ اور صحابہ کے دور میں ممکن تھا اس کے واسطے کوئی اور طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت پڑھ جائے تو کیا وہ خارج دین ہوگا؟؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو پھر تو سارے اعمال ہی خارج دین ہوں گئے۔اس لیے تصوف کے جو خاص اعمال و اشغال ہیں (اذکار و مراقبات وغیرہ) یہ تصوف کے وسائل اور ذرائع ہیں اور اس قسم کے ذرائع اور وسائل کے متعلق نبوی طریق تعلیم اور اصول تشریع کا تقاضا یہی ہے کہ ان کی تصریح اور تعیین نہ کی جائے تاکہ ہر زمانہ کے حالات کے مطابق جو ذرائع اور وسائل مناسب سمجھے جائیں انہیں اختیار کیا جاسکے اور اس میں تصوف ہی کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ دین کے دوسرے شعبوں کا حال

بھی یہی ہے۔

کیونکہ آپ دیکھیں قرآن مجید کی حفاظت اور اشاعت امت کا کتنا اہم فریضہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کے متعلق یہ نہیں بتلایا کہ تم اس کے لیے فلاں فلاں طریقے اختیار کرنا حتیٰ کہ جب عہد صدیقی میں سات سو حفاظ قرآن میدان یمامہ میں شہید ہوگئے تو حضرت عمرؓ کو یہ خیال سوجھا کہ کہیں قرآن ضائع نہ ہو جائے اس لیے سینوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ کتابی صورت میں بھی اس کو محفوظ کیا جائے حضرت ابو بکرؓ ابتداء نہیں مان رہے تھے آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں القاء کیا اس طرح انہوں نے حضرت زید کی ذمہ داری لگا کر قرآن کو کتابی سورۃ میں محفوظ کیا۔

باقی یہ بات کہنا کہ دینی معاملات کے متعلق تفصیلی اور جزئی ہدایات ہمیں تصریح اور تعیین کے ساتھ کتاب وسنت میں ملنی چاہیٔں بہت ہی سطحی قسم کا مغالطہ ہے اور انبیاء کے طریق تعلیم اور اصول تشریع سے ناواقفی کا ذریعہ ہے۔

اسی طرح تصوف اور یہود کے تنسیخی عمل پر قیاس کرنا بھی درست نہیں کیونکہ انہوں نے تو اصل توراۃ کو بالکل منسوخ کر دیا تھا جب کہ تصوف اسلام ہی کے احکامات کی تکمیل کا ایک ذریعہ ہے قرآن کو منسوخ نہیں قرار دیا گیا بلکہ اس کے مطابق عمل کو وطیرہ بنایا گیا۔

(۳) ڈاکٹر صاحب نے ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ:

رسول اللہ ﷺ صوفی نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے متصوفین کا کوئی گروہ تشکیل دیا۔

تصوف کا جو مقصود ہے اور جو اس کی غرض و غایت ہے (یعنی اللہ کی محبت و خشیت اور یقین و استحضار اور اخلاص و احسان جیسی کیفیات کا حاصل کرنا) اس کی تو دین میں اہمیت ہے اور یقینا ایمان اور اسلام کی تکمیل اس پر موقوف ہے اور بلا شبہ رسول اللہ ﷺ نے پوری وضاحت کے ساتھ امت کو اس کی تعلیم و ترغیب دی ہے بے شمار آیات اور احادیث ہیں جو اس پر دالالت کرتی ہیں باقی صوفیاء کے خاص اعمال و اشغال (ذکر، مراقبہ اور مجالس وغیرہ) اس قسم کے ذرائع اور وسائل کے متعلق

نبوی طریق تعلیم اور اصول

تشریع کا تقاضا یہی ہے ان کی تصریح اور تعیین نہ کی جائے تاکہ زمانہ کے لحاظ سے ان میں مناسب تبدیلی لائی جا سکے۔ اور اس میں تصوف کی کوئی خصوصیت نہیں دین کے دوسرے شعبوں کا حال بھی یہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب اگر آپ غور کریں تو آپ کو آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی مجلس میں جو تاثیر نظر آتی تھی وہی تاثیر آج کے ایک ولی اور صوفی کی مجلس میں شرکت سے بھی دکھائی دیتی ہے باقی ان کو صوفی نہیں کہا جاتا تھا اس لیے کہ ان کے پاس اس سے عمدہ نام صحابہ تھا جس میں بعد کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے تھے۔

ہم کہتے ہیں اسلام میں تصوف کوئی نیا دین نہیں بلکہ اسی دین کے مختلف انداز سے تبلیغ ہے اور دلوں سے گناہوں کا زنگ اتار کر ان میں اللہ تعالیٰ کی شان اور خوف پیدا کرنے کا نام ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے کتابوں کے ذریعہ امت میں تبدیلی لائی اسی طرح اشخاص کے ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ نے افراد میں تبدیلی لائی، جس طرح انبیاء کے افعال کو دیکھ کر لوگوں نے اسلام قبول کیا اسی طرح اولیاء اللہ کے اعمال کو بھی دیکھ کر لوگوں نے اسلام قبول کیا اس لئے آپ ﷺ کی مجلس میں صحابہ پر جیسے اثر ہوتا تھا حدیث میں ہے کہ حضرت حنظلہ اور حضرت صدیق اکبرؓ آپ ﷺ کی مجلس میں آپنا حال یہ پاتے تھے کہ جب تک حضور

ﷺ کی مجلس یا صحبت میں رہتے دل کی یہ کیفیت رہتی کہ ایک لمحہ کے لیے غفلت نہ ہوتی اور جب واپس اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تو یہ کیفیت نہ ہوتی ١٦ آج بھی ایک صوفی کی مجلس کا یہی اثر ہے۔

(۴) ڈاکٹر صاحب نے ایک یہ اعتراض کیا دین میں متصوفانہ تصور اسلام میں ایک اجنبی پودا ہے جو غلو فی الدین کے راستے سے داخل ہوا اور یہ ایک قسم کی رہبانیت ہے۔

میں اس کا جواب یہی حضرت کے سامنے پیش کروں گا جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں اصل میں ان کے ذہنوں میں تصوف کے ایک غلط معنی بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور وہ اپنی اس غلط فہمی کی وجہ سے صوفی صرف اس آدمی کو سمجھتے ہیں جو رہبانیت پسند اور گوشہ گیر ہو حالانکہ اس دور میں بھی بہت سے بندگان خدا ایسے ہیں جو بحمد اللہ سچے صوفی ہیں اور مرد میدان بھی لیکن یہ ان کو صوفی مانتے ہیں نہیں کیونکہ انہوں نے صوفی کا مفہوم اپنے ذہن میں ایک الگ سا بیٹھا رکھا ہے کہ صوفی وہ ہے جو تارک دینا ہو۔

(۵) وحی ربانی میں باطنی راز تلاش کرنا درحقیقت قرآنی آیات کی تنسیخ کا عمل ہے متصوفین نے یہ عقیدہ وضع کیا ہے۔

ان القرآن ظاہرا و باطنا والمراد باطنة "١٧ یعنی قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور اصلی مقصود و مطلوب تو باطن ہی ہے۔

بالفاظ دیگر صوفیاء کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دروازہ رسالت و نبوت تو بند کر دیا البتہ دروازہ فہم کھلا رکھا ہے۔صوفیا نے باطنی تفسیر سے قرآن کریم کی تفسیر میں من مانی کا دروازہ کھول دیا۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ باطنی تفسیر درحقیقت تنسیخ کا عمل ہے عقلا بھی درست نہیں کیونکہ جتنے بھی علماء باطنی تفسیر کے قائل ہیں وہ قرآن اور حدیث میں بیان کردہ اصولوں کو مد نظر رکھ کر کرتے ہیں اور ایسی تفسیر جو قرآن و حدیث کے مخالف ہو اس کو تمام صوفیاء مذموم قرار دیتے ہیں۔

اگر قرآن کی تفسیر کو صرف وحی پر محمول کریں اور ظاہر سے ہٹ کر ہر تفسیر کو تنسیخ والا عمل قرار دیں اس طرح دین میں جمود آجائے گا اور روز مرہ اور جدید مسائل کا حل قرآن اور احادیث سے پیش کرنا قطعاً درست نہیں سمجھا جائے گا۔

دوسرا اس مقولے میں ظاہر سے مراد الفاظ اور باطن سے مراد معنی و مفہوم اور ان دونوں میں سے معنی و مفہوم کا مقصد ہونا تو ظاہر ہی ہے اس لیے فرمایا مقصود باطن ہے یعنی قرآن کے مطابق زندگی بسر کرنا۔

(٦) اہل تصوف نے لوگوں کو باطنی معنی میں لگا کر قرآن کے ظاہری الفاظ اور معانی سے دور کر دیا۔اور لوگوں کو باطنی معنی میں لگا کر لوگوں کو یہ درس دیا کہ نبی ﷺ اپنی حیات میں اللہ سے مخاطب اور ہم کلام ہوتے تھے اب صوفیاء براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں جس کا نام کشف اور الہام رکھا گیا ہے۔

ہم کہتے ہیں وحی کا دروازہ بند ہو گیا ہے لیکن آپ ﷺ نے خود فرمایا تھا کہ رؤیا صادقہ کے ذریعے میری امت کی رہنمائی ہو جائے گی۔ دوسرا صوفیاء قرآن کے ظاہر اور بان دونوں پر محنت کرتے ہیں الفاظ کو بھی موثر بالذات سمجھتے ہیں اور باطن کو بھی اس لیے یہ کہنا کہ باطنی معنی میں لگا دیا کسی طرح درست نہیں وہ تو قرآن کے الفاظ کو بھی شفا مانتے ہیں

"وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلاَ يَزِيدُ ٱلظَّالِمِينَ إَلاَّ خَسَاراً" ١٨

قرآن باطنی اور ظاہری بیماریوں دونوں کے لیے شفاء ہے اس سے عقائد بھی درست ہوتے ہیں اور ظاہری بیماری بھی کیونکہ آیت مبارکہ عموم پر دلالت کرتی ہے اور ان ظاہری الفاظ یعنی تلاوت قرآن کو بھی باعث برکت سمجھتے ہیں۔

من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنه،والحسنة بعشر امثالها ،لااقول (الم) حرف ولكن الف حرف ولام حرف وميم حرف "١٩

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت جس کا مفہوم یہ کہ ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے۔

(۷) صوفیا نے جو حروف کے اسرار اور ان کے مفروضہ عددی قوت نے عام ذہنوں میں عجیب وغریب التباسات راسخ کیے۔ جس کی وجہ سے تلاوت قرآنی کے بجائے لوگ حروف کے اعداد کی طرف مبذول ہو گئے اور اس کو کہانت کی کتاب مان کر اسے فال نکالنا شروع ہو گئے اس طرح اصل وحی تک رسائی ممکن نہ ہوئی۔

ہم کہتے ہیں قرآن سے مراد جہاں اس کا ظاہر ہے وہیں اس کا باطن بھی ہے جہاں قرآن کے فہم کا درس دیا گیا وہیں اسے شفاء للناس بھی کہا گیا اس لیے دونوں طرح تلاوت اور اذکار مراد لیے جاسکتے ہیں۔ وہ صرف قرآنی آیات کی بے ادبی کے خطرہ سے کہیں لوگوں سے اس کی بے ادبی نہ ہو جائے اس لیے اعداد کی طرف مبذول کیا باقی بارہا کہہ چکے ہیں کہ مراد اور مقصد صرف الفاظ اور معانی ہی ہیں۔ اور بعض لوگ جو قرآن کو صرف اسی مقصد کے لیے اختیار کرتے ہیں اور عامل قرآن بالکل نہیں ان کی وجہ سے مطلّقا تصوف کو غلط اور نیا دین کہنا کہاں کا انصاف ہے؟

(۸) صوفیا نے لوگوں میں یہ نظریہ پیش کیا کہ خود الفاظ قرآن میں ایسی تسخیری قوتیں پوشیدہ ہیں جن کے ذریعہ عالم میں تصرفات کیا جاسکتا ہے اس طرح لوگوں کو معانی اور مفہوم سے دور کر کے صرف الفاظ قرآنی میں محصور کر دیا اور نزول کے مقصد کو باطل قرار دیا گیا۔

ہم یہ بھی کہتے ہیں "انسان جب صوفیا کی مجلس میں بیٹھتا ہے تو انسان کا دل ودماغ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تصوف کے ذریعہ جن قلبی کیفیات اور ملکات کے تحصیل کی کوشش کی جاتی ہے، دین کی تکمیل اور ایمانی حلاوت کا حصول ان پر موقوف ہے "۲۰ خاص کر اس وقت میں صوفیا کی مجالس تو ناگزیر ہیں انسان ہفتے میں کوئی ایک دن کسی بھی اللہ والے کی صحبت کے لیے مقرر کرے گا تو وہ قلبی کیفیات اور احسان کے درجے کی عبادت کر سکتا ہے بصورت دیگر یہ ایک ناممکن امر ہے۔

ہم یہ بھی کہتے ہیں اگر ڈاکٹر صاحب صوفیوں کے عمل کو رہبانیت کہتے ہیں اس معنی میں کہ وہ تنہائی پسند کرتے ہیں اللہ کے نام کا ورد کرتے ہیں دنیا سے کنارہ کش رہتے ہیں تو یہ صفات آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ میں بھی موجود تھی۔

آپ ﷺ نزول وحی سے پہلے غار حرا میں تشریف لے جاتے اور تنہائی کو پسند کرتے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے اسی طرح حضرت ابو ذرؓ بھی شہر سے دور ایک جنگل میں نکل گئے وہیں پر ڈیرا ڈالا ازبدہ نامی گاؤں تھا۔۲۱

(۹) صوفیاء نے اپنے عقائد کے پیش نظر عقیدہ ختم نبوت کی خوب دھجیاں اڑائی ہیں کبھی شطحیات کبھی تفردات کبھی علم باطن کے حوالے سے سند فراہم کرنے کی کوشش کی ہے خاص کر ابن عربی نے قرآن کی باطنی تشریح کے ذریعے ظاہر معانی کو شکست دینے کی کوشش کی ہے اور ان نظریات کی وجہ سے دین محمد ﷺ پیچھے رہ گیا ہے۔۲۲

ڈاکٹر صاحب سے عرض ہے کہ تصوف کے تین نمایاں شعبے ہیں۔

(۱) طریقت (۲) عرفان (۳) روحانی علاج

ان میں سے طریقت اصل میں ایمانیات اور اخلاقیات سے عبارت ہے یہ تصوف کا وہ جزو ہے جو تنزیلات ربانیہ سے

ماخوذ ہے اور عرفان کسی صوفی کے ذاتی تجربات اور ادراک کا نام ہے جسے وہ اپنے مشاہدات اور کشف کے ذریعے حاصل کرتا ہے اس لیے اسے اختلاف رائے رکھنے کا ہر شخص کو حق حاصل ہے چنانچہ شیخ احمد سرہندی نے محی الدین ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود کے مقابلے میں نظریہ وحدت الشہود پیش کیا اسی طرح صدرالدین شیرازی نے شہاب الدین سہروردی کے اصالت ماہیات کے نظریہ کے مقابلے میں اصالت وجود کا نظریہ پیش کیا۔ بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عرفانی جز اصل میں کوئی "دینی احکام" نہیں بلکہ یہ ادرکات انسانی ہیں جس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔

رؤیا صادقہ اور کرامتیں یہ نبوت کے اجزاء ہیں وہ ہنوز باقی ہیں لیکن ان کمالات کی وجہ سے کسی شخص پر نبی کا اطلاق کسی طرح جائز نہیں اور نہ ان کے کشف اور الہام پر ایمان لانا واجب ہے ایمان فقط کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہے نبی کا خواب بھی حجت ہے لیکن ولی کا خواب اور الہام شرعا حجت نہیں۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یا ایھاالناس انہ لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات ۲۳

راشد شاز کے تصوف کے متعلق نقد کا تجزیہ:

دراصل راشد شاز کی تصوف پر تنقید اس علم میں کامل بصریت اور کم فہمی پر منحصر ہے کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے تنقید کے وقت اس حقیقت کو بھی نظرانداز کیا کہ تصوف میں یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ کوئی صوفی جو بات کر رہا ہے وہ کس جگہ اور کس مقام سے بات کر رہا ہے، مقام فنا میں ہے یا مقام بقاء میں تجلی افعالی سے بہرہ ور ہے یا تجلی صفاتی سے بہرہ ور ہے یا کسی اور مقام سے خطاب کر رہا ہے۔ سب کون سا صوفی کس مقام سے بات کر رہا ہے یہ اس کے سوا کوئی اور نہیں جانتا کہ گفتگو کا صحیح محل کیا ہے بس اندازے لگائے جا سکتے ہیں اسلیے ہمیں دوسروں پر حسن ظن رکھتے ہوئے ان کی بات کو اچھائی ہی پر محمول کرنا چاہی ہے۔

تصوف اور بدعات کی ابتداء:

دوسری صدی کے آخر میں قرامطہ وغیرہ گمراہ فرقوں کو صوفیوں کے اندر اپنے اعمال و عقائد پھیلانے کا موقع ملا، سب سے پہلے ان میں سماع رائج ہو گیا کیونکہ قرامطہ میں جو عبادت گزار بنے ہوئے تھے عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے خلاف شرع رسوم اختیار کرنے لگے مثلاً قوالی، سماع اور مزامیر دلکش چیزیں تھیں جن کو تصوف میں شامل کر لیا گیا، اسی دور میں علم سے دوری اختیار کر لی اور مجاہدہ اور ریاضت شروع کر دی۔ غرض باطل فرقوں نے صوفیانہ لباس میں اصل تصوف کے چشمہ صافی کو مکدر کر دیا اور اکثر نام کے صوفی شریعت کے خلاف عمل کرنے لگے اور یوں تصوف کو بدنام کیا گیا۔ ۲۴

ان ہی صوفیاء نے ایسے طریقے اور راستے ایجاد کیے جو دین اسلام کے بالکل مخالف اور معارض تھے اور آج کل جاہل صوفیاء کی یہ حالت ہے۔ علم سے محرومی اور اناالحق کے مدعی، تارک صوم و صلوٰۃ اور میوزک کے شیدائی، رقص و سرور کے شعبدہ باز، مریدین کے مال پر نظر، ظاہری طور پر بزرگ اور باطنی طور پر شیطان، گیسوزاد رکھنے والے قبروں پر میلے لگانے والے۔

بحر حال جس طرح بعض مسلمانوں کی گمراہی سے اسلام پر کوئی حرف نہیں آ سکتا اسرائیلی روایات کی وجہ سے مفسرین اور تفسیروں کو اور ضعیف روایات کی وجہ سے محدثین اور تمام روایات کو مطلقاً غلط نہیں کہا جا سکتا کسی سائنسدان کی تھیوری کا غلط ہونا یا کسی فلسفی کے نظریات کا غلط ہو جانے سے خود فلسفہ اور سائنس کی روایت کا غلط ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لیے بعض صوفیاء کی وجہ

سے تصوف مورد طعن نہیں بن سکتا ، راشد شاز صاحب یہ غلطی کر رہے ہیں کہ افراد کے اقوال کو غلط ثابت کر کے اس سے تصوف کی روایت کو غلط ثابت کر رہیے ہیں۔

خلاصہ بحث

تصوف کو مطلّقا نیا دین کہنا یا دین کے منافی قرار دینا کسی طرح بھی درست نہیں ہاں تصوف کی جو دوسری قسم ہے جو قرآن وسنت کے مقابل جن لوگوں نے خود سے نظریات گڑھ لیے ہیں ان کے تصوف کی تردید کرنی چاہی ہے اور یہ ہر مسلمان کا حق بھی ہے۔ کسی ایک گروہ یا فرقے یا انسان کے غلط رسومات و عادات کو دیکھ کر سب پر حکم لگانا کہاں کا انصاف ہے اس لیے جو قاعدہ ذکر کیا جاتا ہے ہمیں بھی اس پر کاربند رہنا چاہی ہے اور بعض لوگوں کے غلط عقائد اور رسومات کی وجہ سے مطلّقا تصوف کو غلط کہنا مناسب نہیں ہے۔

نتائج البحث

۱. تصوف اور اسلام مخالف چیزیں نہیں۔
۲. عہد نبوی اور صحابہ میں تصوف کی تعلیمات پائی جاتی تھی۔
۳. تصوف کوئی نیا دین نہیں بلکہ تتمہ دین ہے۔
۴. تصوف قرب الٰہی کا اہم ذریعہ ہے۔
۵. آج کے دور میں تصوف ہی کے ذریعے اللہ کی معرفت اور دھیان حاصل کیا جاسکتا ہے۔
۶. تمام بزرگان دین تصوف کے ساتھ منسلک رہے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] ابراہیم انیس ،عبد الحلیم منتصر، المعجم الوسیط ،مجمع اللغة العربیه بالقاہرۃ ،ج ۱ ص ۵۲۹ دار الدعوۃ القاہرۃ ۱۹۷۳

[2] راغب اصفہانی ،امام ،المفردات فی غریب القرآن ،ص ۲۸۳،ناشر مکتبه نور محمد آرام باغ کراچی

[3] محمد بن مکرم ،ابن منظور ،علامه ،لسان العرب ج ۷ ص ۳۸۰،دارالاحیاء التراث العربی ،سن اشاعت ۱۹۸۸ء

[4] محمد عمیم الاحسان المجددی ،التعریفات الفقهیه ،ص ۵۸ دارالکتب العلمیه ،بیروت ،الطبعة الاولیٰ ۱۴۲۴

[5] المعجم الوسیط ۱"۵۱۹

[6] محمد ارشد قادری ،رہنمائے تصوف ،ص ۴۵ ناشر جامعه رضویه پنابکے شریف فیصل آباد ۱۹۴۵ ء

[۷] القرآن ،سورة الفاتحه ، ۷

[۸] القرآن ، سور ۃ الممتحنه ،۱۲

[9] https ://ur .m .wikipedia .org waki

[۱۰] راشد شاز ،اسلام میں تصوف کا صحیح مقام ص۹ ناشر ملی پبلی کیشنز ،نئی دہلی سن اشاعت ۲۰۱۲

[۱۱] القرآن ،سورة الفاتحه ۴،۵

[۱۲] القرآن ،المزمل ،۸

[۱۳] احسان الہی ظہیر ،شہید الاسلام ،تصوف تاریخ و حقائق ،ادارة ترجمان السنة ،لاہور طبع اول اگست ۲۰۱۰ ء

[۱٤] ابو طالب ،المکی ،قوت القلوب ،ج ۱ ص۲٦۷ ،بیروت

[۱۵] ابن عجیبه الحسینی ،ایقاظ الهمم ص ۲۱۳ مکتبه مصطفی البابی حلمی ،بیروت ،تیسرا ایڈیشن ۱۴۰۲ ھ

[۱٦] سنن ابن ماجه ،حدیث نمبر ۴۲۳۹

[۱۷] راشد شاز ،اسلام میں تصوف کا صحیح مقام ،ص ۱٦،ناشر گلوریس پرنٹرس نئی دہلی ۲۰۱۲

[۱۸] القرآن سور ۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۲

[۱۹] صحیح مسلم ،حدیث نمبر ۲۹۲٦ مکتبه رحمانیه

[۲۰] ابو الحسن علی ندوی ،سید ،تصوف کیا ہے ،ناشر ادارة الاسلامیات انارکلی لاہور ص ۳۹

[۲۱] ابن سعد ،ج ۴ص١٦٦

[۲۲] راشد شاز ،لستم یوخ ص ۲۳

[۲۳] مشکوة المصابیح ، کتاب التعبیر ، حدیث نمبر ۵۴۰

[۲٤] محمد ارشد قادری ،رہنمائے تصوف ،ص ۱۱